مقصدِ صوم

قرآن پاک نے روزے کا مقصد نہایت جامع لفظوں میں یوں بیان کر دیا ہے کہ اس کا مقصد صرف تقویٰ" ہے لعلکم تتقون۔ اس پر کوئی اضافہ ناممکن ہے۔ لیکن احادیث میں اس کی بعض بڑی دلچسپ تشریحات ملتی ہیں۔ مثلاً طبرانی نے اپنی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے۔

بے مقصد بھوک پیاس　رب صائم حظه من صيامه الجوع والعطش ورب قائم حظه من قيامه السهر

بہتیرے روزے دار ایسے ہیں جن کے روزے کا ماحصل صرف بھوک پیاس ہوتی ہے اور بہتیرے شب بیدار ایسے ہیں جن کی شب بیداری کا ماحصل فقط رت جگا ہوتا ہے۔

ایک اور روایت بھی سن لیجئے جو بخاری و ابوداؤد میں حضرت اسما بنت ابی بکر سے یوں مروی ہے۔

غروب سے پہلے افطار　افطرنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم في يوم غيم ثم طلعت الشمس، قيل لهشام أفأمروا بالقضا؟ قال بد من قضاء

آنحضرت صلعم کے عہد میں ایک ابر آلود دن میں ہم لوگوں نے روزہ افطار کر لیا۔ اس کے بعد (ابر ہٹنے سے) سورج ظاہر ہو گیا۔ ہاشم سے دریافت کیا گیا کہ کیا اس روزے کی قضا ادا کرنے کا بھی حکم دیا گیا؟ کہا قضا کی کیا ضرورت تھی؟

پہلی روایت میں روزے دار بہ ظاہر تمام شرائطِ صوم پوری کرتا ہے اور دوسری روایت میں روزے دار ایک بہت بڑی شرط (غروبِ شمس) کی تکمیل سے محروم ہیں۔ لیکن اس کے باوجود پہلی قسم کے روزے داروں کے روزے بے روح، بے کیف، بے نتیجہ اور صرف بھوک پیاس ہے اور دوسری نوع کے روزے داروں کا روزہ مستحق اجر و ثواب اور نتیجہ خیز ہے ــــ اس فرق کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص تو روزے کی تمام ظاہری رسوم کی پابندی کر لیتا ہے لیکن روحِ صوم یعنی تقوے کو نہ سمجھتا ہے نہ اپناتا ہے۔ اور دوسرا اگرچہ بعض رسمی پابندیوں کو لغزشِ فہم کی وجہ سے نہ اپنا سکا مگر مقصدِ صوم کو سمجھ بھی لیا اور اسے اپنی روح میں جذب بھی کر لیا۔ فرق و امتیاز کا یہ انداز تمام عبادات میں بلکہ زندگی کے تمام اعمال و وظائف میں کارفرما ہوتا ہے۔

روزے کا مقصد بھوک پیاس یا جفاکشی کی مشق نہیں بلکہ ایک ایسا رجحان (AT TITUDE) پیدا کرنا ہے جو

زندگی کے ہر ہر گوشے میں بلند کرداری، راست روی اور خدا ترسی کا مظہر ہو۔ اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ اگر صرف جفاکشی مقصود ہو تو اس کے لئے روزے رکھوانے کی ضرورت نہ تھی۔ صرف یہ حکم دینا کافی تھا کہ سارا دن دھوپ میں بھوک کے پیاسے کھڑے رہو اور رات بھر اوس کھاتے رہو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی جفاکشی سے (خاص روزوں کے معاملے میں) کئی مواقع پر روکا گیا ہے مثلاً

صوم دہر کی ممانعت سالت او سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صیام الدھر فقال ان لاھلک علیک حقا فصم رمضان والذی یلیہ وکل اربعاء وخمیس فاذاً انت قد صمت الدھر کلہ (رواہ الترمذی عن مسلم القرشی)

(حضور سے صوم دہر (ساری عمر) روزہ رکھنے کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر تمہارے بال بچوں کا بھی حق ہے۔ پس رمضان کے روزے رکھو اور جو اس سے متصل ہوں (یعنی شش عید) نیز ہر چہار شنبے اور جمعرات کو روزے رکھو تو یہ صوم الدھر کے برابر ہو جائے گا۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ:۔

بھول سے کھا پی لینا۔ من نسی وھو صائم فاکل او شرب فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ وسقاہ (رواہ الشیخان وابوداؤد والترمذی عن ابی ہریرہ)

(جو شخص بھول سے کھا پی لے وہ اپنے روزے کو اس دن پورا کرلے کیونکہ اسے تو اللہ نے کھلا پلا دیا)

یوں ہی ایک روایت بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں حضرت جابر سے یوں ہے کہ:۔

سفر میں روزہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فرأی رجلا قد اجتمع الناس علیہ وقد ظلل علیہ فقال ما لہ؟ فقالوا رجل صائم۔ فقال لیس البر ان تصوموا فی السفر

آنحضورؐ نے کسی سفر میں ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کے گرد جمع ہیں اور اس پر سایہ کیا جا رہا ہے۔ پوچھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ایک روزے دار آدمی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنے میں کوئی نیکی نہیں۔

انتہا یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف فرماتے ہیں کہ:۔

مسافرت میں صوم الصائم فی السفر کالمفطر فی الحضر (رواہ نسائی)

(سفر میں روزہ رکھنے والا ایسا ہی ہے جیسے حضر میں روزہ چھوڑنے والا

ان تمام احادیث کو دیکھنے کے بعد بآسانی اس نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے کہ اگر محض جفاکشی مقصود ہوتی تو ان بہت سے مواقع پر بھی روزہ رکھوایا جاتا جہاں روزہ رکھنے کو بہتر نہیں سمجھا گیا ہے۔ لیکن حقیقت صرف یہ ہے کہ مقصد صرف تقویٰ پیدا کرنا ہے، جو روزہ اور افطار دونوں حالتوں میں ضروری ہے۔ اگر روزہ رکھنے کے باوجود تقویٰ نہ پیدا ہو تو اس سے بہتر ہے وہ افطار جس میں تقویٰ ہو

اور ان سب سے زیادہ دلچسپ روایت تو یہ ہے کہ :-

وہی فیصلہ کرے جس وہی لے ثواب آئے بینا نحن جلوس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ رجل فقال یا رسول اللہ ھلکت، قال مالک؟ قال وقعت علی امرأتی وانا صائم فقال ھل تجد رقبۃ تعتقھا؟ قال لا، قال فھل تستطیع ان تصوم شھرین متتابعین؟ قال لا، قال ھل تجد اطعام ستین مسکینا؟ قال لا، قال اجلس فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرق فیہ تمر، قال این السائل؟ قال انا، قال خذ ھذا فتصدق بہ، فقال اعلی افقر منی یا رسول اللہ؟ فواللہ ما بین لابتیھا یرید الحرتین اھل بیت افقر من اھل بیتی فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت انیابہ ثم قال اطعمہ اھلک۔ (رواہ البخاری عن ابی ہریرہ)

ہم لوگ آنحضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آ کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ میں تو برباد ہو گیا؟ حضور نے پوچھا خیر تو ہے؟ کہنے لگا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی پر جا پڑا۔ فرمایا کیا تیرے پاس غلام ہے جسے تو آزاد کر دے؟ کہا نہیں فرمایا کیا تو دو ماہ مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ بولا نہیں۔ فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا اچھا بیٹھ جا پھر حضور ایک تھیلا لائے جس میں کھجوریں بھری تھیں۔ دریافت فرمایا کہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ بولا میں ہوں۔ فرمایا اسے لے جا اور محتاجوں میں تقسیم کر دے۔ عرض کیا۔ میں اپنے سے زیادہ محتاج ہی کو تو دوں گا لیکن ان دونوں کنکریلی دونوں وادیوں کے درمیان کوئی خاندان میرے گھر والے سے زیادہ محتاج نہیں۔ اس پر حضور کو ہنسی آ گئی اور آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور فرمایا کہ اچھا جا کر اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔ (محمد جعفر)

مقام سنت

مصنفہ مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

قیمت :- دو روپے

قرآن اور علم جدید

مصنفہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب

قیمت :- پانچ روپے آٹھ آنے

فقہ عمر

مترجمہ مولوی محمد ابو یحییٰ امام خاں صاحب

قیمت :- چار روپے

اسلام میں حیثیت نسواں

مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی صاحب

قیمت تین روپے

ملنے کا پتہ :- ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ لاہور